

جہانگیر عالم

ریسرچ اسکالر، SHSS، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی

ای میل:jahangirjalam2975@gmail.com

کتاب اور کتب خانوں کی مختصر تاریخ

تمہید

انسانی تہذیب کی داستان کتاب اور کتب خانوں کے بغیر نامکمل ہے۔ تعلیم کا سلسلہ حضرتِ آدم علیہ السلام کے اس زمین پر اترنے کے فوراً بعد شروع ہو گیا۔ تعلیم و تعلم سے لے کر قلم و کتاب اور پھر موجودہ کتب خانوں تک کا سفر کافی طویل اور مشکلوں بھرا ہے۔ جب انسان نے کاغذ دریافت نہیں کیا تھا، اس وقت وہ پتھر، چٹانوں، جھلیوں، چمڑوں، لکڑی اور مٹی کے تختیوں پر اپنے خیالات و نظریات کو تصویروں کے ذریعے محفوظ کرتا رہا، دھیرے دھیرے ترقی ہوتی رہی اور حرفوں نے تصویروں کی جگہ لے لی۔ بعد ازاں انھیں تحریروں اور دستاویزوں کے ذخیرے کتب خانوں میں تبدیل ہو گئے۔

کتاب اور کتب خانوں کی اہمیت سے کوئی فرد، معاشرہ، مذہب، یا ملک روگردانی نہیں کر سکتا۔ انہیں کتابوں کے ذریعہ انسان اپنی ماضی کی غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے اور مستقبل کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ اگر کتابوں کا وجود نہ ہوتا تو یہ دنیا مکمل نہ ہوتی اور یہ جتنی چکاچوندھ ہے کچھ نہ ہوتا۔ کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر قوم اور ہر مذہب کے پاس ان کی مذہبی کتاب موجود ہے۔

اس مقالہ میں اسی موضوع کو تاریخی کتابوں کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید آگے بڑھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور قلم کا سرسری انداز میں تاریخی جائزہ پیش کر دیا جائے۔

کتاب کی تاریخ

تحریر کا موجودہ طریقہ ہزاروں سالوں میں کئی مرحلوں سے گزر کر یہاں تک پہونچا ہے۔ سب سے پہلے تصویری خط کا رواج ہوا جسے (Pictography) کہتے ہیں۔

اس وقت جب لوگوں کو اپنے پیغامات ارسال کرنے ہوتے تو تصویر بنا کر بھیج دیتے، یہ طریقہ کئی ہزار سالوں تک جاری رہا پھر اس میں ترقی ہوئی۔ آگے چل کر دوسرا طریقہ رائج ہوا جسے تصوری خط(Idiography) کہتے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں چھوٹی چھوٹی تصویروں سے زیادہ معنیٰ و مفہوم ادا ہونے لگے جیسے پیر کے نشان سے کسی شخص کی روانگی یا آمد کی خبر مل جاتی۔ اس کے بعد دور آتا ہے میخی خط(Cunei Form) کا جو ایک طرح سے کیل یا میخ شکل سے تحریر کی جاتی رہی۔ بالآخر جب انسانوں کو اپنی تمام تحریریں ناکافی ثابت ہونے لگیں تو انھوں نے ایک ایسی تحریر کا ایجاد کیا جو کم جگہ میں زیادہ باتیں لکھ سکتے تھے اور وہ بھی بہت جلد، اس طرز تحریر کو مورخین نے لکیری تحریر(Liner Writing) سے موسوم کیا ہے۔

لکیری تحریر آگے چل کر حروف تہجی(Alphabet) کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ اور دنیا کے بڑے بڑے زبانوں کے حروف ایجاد ہوئے مثلاً عربی، رومن، اور ناگری وغیرہ۔ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی تواریخ میں درج ہے کہ ادریس علیہ السلام نے دنیا میں سب سے پہلے قلم سے لکھنے کا رواج ڈالا۔ (سیرۃ الانبیا کرام، جلد اول، ص، 54، قصص الانبیاء، تذکرۃ الانبیاء)

کہتے ہیں کہ کتاب انسان کے علم کی خرجی شکل ہے۔ کتاب اور قلم دونوں کی تاریخ بہت پرانی اور دلچسپ ہے مگر زمانہ کے ساتھ ان کی ہیت میں تبدیلی ہوتی رہی۔ آج ہم جو کاغذ کی شکل میں کتاب اور لکھنے کے لئے قلم کو اپنے جدید شکل میں دیکھتے ہیں وہ ایک طویل ارتقائی ادوار سے گذر کر ہم تک پہونچا ہے۔ قدیم زمانے میں انسان اپنے خیالات کا اظہار پتھروں پر تصویروں کے ذریعہ کرتا تھا، تصویر سے تصوری خط پھر اس کے بعد لکھائی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ یوں تو علم الانسان اور ماہرِ عمرانیات نے لکھائی کے دور اور اس کی حالت کو کئی درجوں میں تقسیم کیا ہے بطورِ حوالہ یہاں چند حوالہ جات پیش کیئے جاتے ہیں۔

تہذیبِ میسوپوٹامیا

مورخین نے میسوپوٹامیا کی تہذیب کو جو آج سے نو ہزار سال قبل دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان میں موجود تھی سب سے قدیم تہذیب میں شمار کیا ہے۔ اس وادی میں جس قوم نے تحریر کی بنیاد ڈالی اور جن کے اثرات ملے ہیں وہ سمیری قوم کے ہیں۔ انہوں نے دو مرحلوں کے بعد مٹی کے تختی پر خوب صورت تحریر کی ابتدا کی۔ جو پڑھنے میں آسان او دیکھنے میں بہت خوب صورت تھی، ان کی اس تحریر کو 'کیونیفارم' کہتے ہیں۔

مصری تہذیب

میسوپوٹامیا کے بعد تاریخ کے پنوں پر جس قدیم تہذیب نے فنِ تحریر میں اپنے آثار چھوڑے وہ وادی نیل کی قوم ہے۔ مصر سے ملنے والے تحریری آثار 5400ق م بتائے جاتے ہیں۔ مصری تحریر کچھ حد تک آج کے کاغذ سے ملتی جلتی ہے۔ ان کی تحریر پے پی رس یا پیپیر س سے بنائے گئے تختوں پر پائی گئی ہے۔ یہ پیپر س دریائے نیل کے کنارے پائے جانے والے ایک خاص پودہ سے

تیار کیا جاتا تھا۔ اس کتاب کے صفحات کو جوڑ کر لمبا کر لیتے اور لکڑی کے رول میں باندھ دیتے اس کو اسکرول کہا جاتا۔ لفظ پیپر جو کاغذ کے معنی میں آج استعمال ہوتا ہے اسی 'پیپرس'(Papyrus) لفظ سے اخذ کیا گیا ہے۔

رومی تہذیب

یہ یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے کہ پارچمنٹ یا چمڑے کے اوپر لکھنے کی ابتدا کب سے ہوئی مگر دوسری صدی ق م میں روم میں اس کا استعمال جاری تھا۔ اس کا واقعہ بھی مورخوں نے عجیب بیان کیا ہے کہ، مصر سے پیپر روم جاتا تھا مگر مصر کے بادشاہ نے اپنا پیپر بیرونِ ملک بھیجنے سے منع کر دیا تو روم کے بادشاہ ایومینس نے اس کے بدلے جانوروں کی چمڑی اور جھلیوں کو تحریر کے قابل بنوایا اور دھیرے دھیرے یہ اتنا مقبول ہوا کہ مصر کا پیپر بھی اس کے سامنے ماند پڑ گیا۔ روم کے اس تحریری طریقہ کا رواج تقریباً آٹھویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔

روم کے اندر بعض کتابوں میں ایک اور تحریر کا طریقہ ملتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ موم کے اوپر لکھا جاتا۔ اس کا طریقہ تحریر ایسے تھا کہ لکڑی کے بیچ میں موم کو پگھلا کر رکھ دیا جاتا، چاروں طرف لکڑی کا حاشیہ اور بیچ میں موم اور پھر اس کے اوپر اس قلم سے لکھتے جس کا ایک سرا نوکیلا ہوتا اور دوسرا سرا چپٹا، چپٹا والا حصہ غلط تحریر کو مٹانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ غالباً یہ طرز تحریر پارچمنٹ تحریر سے پہلے رائج تھا۔

چینی تہذیب

چین میں جو طریقہ رائج تھا وہ بانس کے تختوں پر تھا۔ یہ بانس کے ٹکڑے نو انچ کے ہوتے تھے۔ لکڑی اور بانس کے ٹکڑوں میں سوراخ کر کے انھیں ریشم کے دھاگے سے نتھی کر دیتے اور اس طرح چینیوں کی کتاب کی شکل پنکھے سے زیادہ مشابہ ہو جاتی تھی۔ صدیوں تک لکڑی اور بانس کے ٹکڑے اور تختوں پر چینی لکھتے رہے مگر 105ء میں شاہی دربار کا افسر سائی لُن نے کاغذ کی ایجاد کی جو موجودہ کاغذ کی ابتدائی شکل تھی۔ اس طرح چینیوں نے پوری دنیا سے سات سو سال تک اپنے ایجاد کردہ کاغذ کو مخفی رکھا۔ تقریباً 793ء میں کاغذ سازی کا فن چین سے نکل کر مسلم دنیا کے ممالک بغداد، دمشق اور قاہرہ پہونچا۔ دسویں صدی میں اندلس، 1494ء میں انگلستان اور بالآخر 1490ء میں کاغذ سازی کا فن امریکہ تک پہونچ گیا۔

کتب خانوں کی تاریخ

انسان کی فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ جب وہ کسی چیز کی ایجاد کرتا ہے یا اسے پاتا ہے تو اس چیز کی حفاظت کا خیال سب سے پہلے آتا ہے۔ اسی طرح جب انسانوں نے کتاب کی ایجاد کی خواہ ان کتابوں کی کوئی شکل رہی ہو اس کی حفاظت کا خیال آیا۔

کچھ تو اس وجہ سے کہ آگ لگنے، ناموافق موسمی اثرات اور ناگہانی آفتوں سے حفاظت کی جائے، اور یہ اس وجہ سے کہ کتابیں ہماری زندگی کی راہیں آسان سے آسان کرتی ہیں، مشکلیں دور کرتیں ہیں اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

کتب خانوں کی بنیاد میں پہلا جذبہ یہ ہوتا ہے کہ جو لکھا گیا اس کی حفاظت کی جائے اور دوسرا یہ کہ جو کتابوں کے شوقین ہوں ان کو آسانی سے دستیاب ہو جائیں۔

کتب خانوں کی داستان بہت طویل ہے مگر یہاں ان کو تین حصوں میں مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ عہدِ قدیم، دوسرا عہدِ وسطیٰ اور تیسرا عہدِ موجودہ جس میں جدید کتب خانہ شامل ہے۔

عہدِ قدیم کے کتب خانے

قدیم عہد کے کتب خانوں میں بابل اور نینوا کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے جن کی سرپرستی سمیریوں نے کی تھی۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کو ان کی زمین سے جگہ جگہ سرکاری دفاتر کے ساتھ کتب خانہ بھی ملا ہے۔۔ اس کتب خانہ میں علوم وفنون پر مشتمل الگ الگ کتابیں دستیاب ہوئیں۔ اس کے بعد مصری کتب خانے ہیں۔ یہاں اہرامِ مصر میں فراعنہ کے اولین دور کی کتابیں اور مخطوطات شامل ہیں۔ یہاں مٹی کی تختیوں کے بجائے پیپرس پر لکھی ہوئی تحریروں کے اثرات پائے گئے۔ اسی طرح پر گیمم کا کتب خانہ یہ مصر کے قریب ایشیاء کوچک (ترکی) ہے جہاں لاکھوں کی تعداد میں کتابوں کا ذخیرہ ملا ہے۔ ان کے علاوہ قدیم کتب خانوں کی فہرست میں ایرانی کتب خانہ، ساسانی کتب خانہ، یونانی کتب خانہ اور روم کا کتب خانہ بہت ہی مشہور ومعروف ہیں۔

عہدِ وسطیٰ کے کتب خانے

پہلی صدی عیسوی کے آخر میں تصنیفات، کتب نویسی اور کتاب سازی کے کاروبار میں تبدیلی آنی شروع ہو گئی تھی۔ عہدِ قدیم کا طور طریقہ اور انداز پرانا ہو گیا تھا۔ کتب خانوں کی ہیت بھی بدلنے لگی تھی۔ اب کتابیں صرف امراءوروؤسا کے جاگیر نہیں رہیں بلکہ عوام کے لئے بھی عام گئی تھیں۔ اسی طرح پہلا عوامی کتب خانہ روم میں کھلا پھر اسی طرز پر آگسٹس نے کئی کتب خانوں کا افتتاح کیا۔ دوسری صدی تک بیس سے تیس کتب خانیں روم میں کھل گئے۔ اسی طرح عربوں نے بھی کتب خانوں میں دلچسپی دکھائی۔ جس میں قرآن وحدیث کے علاوہ دیگر علام وفنون پر مشتمل کتابیں شامل کیں جیسے علوم پر طب پر کتابیں، ریاضی، فلسفہ، سیرت، تاریخ، نجوم، فلکیات، بوٹنی اور کاشت کاری وغیرہ پر مشتمل کتابیںس تھیں۔ عباسی دور حکومت میں کتب خانیں کی کئی اقسام تھیں جس میں شاہی کتب خانہ، ذاتی کتب خانہ، مذہبی کتب خانہ، عوامی کتب خانہ، گشتی کتب خانہ اور تعلیمی کتب خانہ وغیرہ۔

مسلمانوں کی حکومت میں بہت بڑے بڑے کتب خانے تعمیر ہوئے جس میں عباسی حکومت کا بیت الحکمت، سلجوقی میں نظامیہ، اندلس کا قرطبہ کتب خانہ، فاطمی حکومت میں جامعہ ازہر، مورکو میں جامعہ قزوین، اسی طرح عثمانی حکومت میں جامعہ آیا صوفیہ، جامعہ بایزید، جامع محمد فاتح کے کتب خانے بہت ہی مشہور ہیں۔ ان کتب خانوں کے علاوہ ہندوستان میں مسلم حکومت کے دور میں خلجی کا منجی العلوم، فیروز شاہ کا کتب خانہ فیروز شاہی، کتب خانہ ناصری، کتب خانہ بلبن، کتب خانہ ہمایوں، آگرہ میں کتب خانہ اکبری، جہانگیری کتب خانہ، اور کتب خانہ اورنگزیب بہت مشہور اور اہمیت کی حامل ہیں۔

موجودہ دور کے کتب خانے

موجودہ کتب خانے کی ایک لمبی فہرست ہے، ان تمام کا ذکر کرنا مناسب نہیں مگر ان میں سے نامور اور مشہور و معروف کتب خانے جو آف لائن اور آن لائن دونوں طرح سے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے لائبریری آف کانگریس جس کی بنیاد 1800ء میں رکھی گئی، اس کتب خانہ میں لاکھوں کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔ نیو یارک پبلک لائبریری، اس کی سنگِ بنیاد 1895ء میں ہوئی، اس میں تقریباً پانچ کروڑ کتابیں موجود ہیں۔ برٹش لائبریری کا سنگِ بنیاد 1973ء میں رکھا گیا، اس میں تقریباً 13 ملین کے قریب کتابیں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں نیشنل لائبریری کلکتہ روسی اسٹیٹ لائبریری، ویٹیکن لائبریری، شنگھائی لائبریری بھی بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔

آرکائیوز (Archive.org) ایک مفت ڈیجیٹل لائبریری ہے۔ جو 1996ء میں قائم ہوئی۔ اس لائبریری میں تمام طرح کے ڈیٹا جیسے کہ ویب سائٹ، کتابیں، ویڈیوز، آڈیوز، سافٹ ویئر اور تصویریں موجود ہیں۔ اس میں آسانی کے ساتھ لاکھوں کتابیں، فلمیں، گانے، سافٹ ویئر، نایاب اور پرانی کتابیں، پوڈکاسٹ ویڈیوز اور آڈیوز، لاکھوں پکچر اور تصاویر دیکھ سن اور پڑھ سکتے ہیں ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

مکتبہ شاملہ ایک مشہور اسلامی سافٹ ویئر ہے جس میں اسلامی کتب کا وسیع ذخیرہ موجود ہے، یہ ایک ڈیجیٹل لائبریری ہے جس میں مختلف اسلامی علوم پر کتابیں شامل ہیں۔ اس میں فقہ، قرآن، حدیث، سیرت، تاریخ، تفسیر، اور دیگر موضوعات کی کتابیں شامل ہیں۔ اس وقت اس پر تقریباً دس ہزار کتابیں موجود ہیں۔

محدث لائبریری جس کو (Kitabosunnat.com) بھی کہتے ہیں، یہ بھی ایک اسلامک لائبریری ہے یہ ویب سائٹ 2008ء سے فعال ہے۔ اس ویب سائٹ پر تقریباً 9500 کتابیں موجود ہیں۔ اور ہر دن تقریباً تین کتابیں اپ لوڈ کی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا کے علاوہ اور بھی چند نامور کتب خانیں ہیں جو اپنی لاکھوں کتابوں سے ہر خاص وعام کو فائدہ پہونچارہے ہیں جس میں سے رام پور یوپی کی رضالائبریری، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ڈاکٹر ذاکر حسین سینٹرل لائبریری اور جامعہ ہمدرد یونیورسٹی کی حکیم عبد الحمید سینٹرل لائبریری وغیرہ۔

خلاصہ کلام

جہالت اور لاعلمی ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا واحد علاج کتابیں ہیں۔ کتابیں امیر، غریب، بچے، بوڑھے، نوجوان مرد، اور عورت سب کو باہم فائدہ پہونچاتی ہیں۔ کتابیں ماضی کی یادداشت ہیں تو مستقبل کے لئے شمع۔ کتابوں کے ذریعے سے انسان اپنی دنیا سوار سکتا ہے تو آخرت بھی بنا سکتا ہے۔ کتابیں علمی پیاس کو بجھاتی ہیں تو دوسری طرف قوتِ عمل میں اضافہ بھی کرتی ہیں اور انسانوں کو مہذب بھی بناتی ہیں۔ کتابیں زمانے کی رفتار کے مطابق ہمارے قدم بقدم ساتھ دیتی ہیں۔ اچھی کتابیں ایک دوست سے بہتر کام آتی ہیں۔

مشہور فلسفی ایمرسن کا قول ہے کہ، "اچھی کتاب مثالی دوست اور سچا ساتھی ہے جو ہمیشہ سیدھے راستہ پر چلنے کی صلاح دیتا ہے"۔ کسی عالم کے بقول "کتابوں کا پیار ہی انسانوں کو اپنے خالق کے پاس پہونچانے والا راکٹ ہے"۔ سقراط نے کہا تھا، "جس گھر میں اچھی کتابیں نہیں وہ گھر، گھر کہلانے کا مستحق نہیں، وہ تو زندہ مردوں کا قبرستان ہے"۔

مختصر انداز میں سمجھیں تو ہمیں کتابوں سے محبت کرنی چاہئے۔ ان کتابوں کا حق تبھی ادا ہو گا جب ہم ان کو پڑھیں گے، اپنے مطالعہ میں شامل رکھیں گے۔ اللہ ہمیں کتاب پڑھنے اور ان کی عزت واحترام کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

کتابیات

(1) علی، اشرف، کتب اور کتب خانوں کی تاریخ، ناشر مقتدرہ قومن زبان، پاکستان، اشاعت، 2002ء

(2) قدوائی، شایان، کتاب کی تاریخ، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، اشاعت، 1980ء

(3) صاحب، معین الدین، کتاب کی کہانی، سنگم کتاب گھر، جامعہ نگر، نئی دہلی، اشاعت، 1987ء

(4) انصاری، تمیم، قافلہ کیوں لٹا؟، مترجم، محمد ذکی کرمانی، ہدایت پبلی شرزاینڈ ڈسٹری بیوٹر، اشاعت، 2018ء

(5) مکتبہ شاملہ ویب سائٹ(Shamila.ws)

(6) کتاب وسنت ویب سائٹ(Kitabosunnat.com)

(7) آرکائیوز ویب سائٹ(Archive.org)